ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲ اپریل ۱۹۶۵ء
۲۹ ذیقعد ۱۳۸۴ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مُرسلہ
ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی۔ شیخوپورہ

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًان الَّتِیْ قَالَ مَنْ حَفِظَھَا مِنْ اُمَّتِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَمَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔ قَالَ

ترجمہ :۔ حضرت سلمان رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلعم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں جن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ جو ان کو یاد کرے وہ جنت میں داخل ہو گا۔ وہ کیا ہیں تو حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ

(۱) اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ
یہ کہ تو اللہ پر ایمان لائے (یعنی اس کی ذات و صفات پر)

(۲) وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
اور یہ کہ آخرت کے دن پر (ایمان لائے۔

(۳) وَالْمَلٰئِکَۃِ
اور یہ کہ فرشتوں کے وجود پر۔

(۴) وَالْکُتُبِ
اور تمام آسمانی کتابوں پر۔

(۵) وَالنَّبِیِّیْنَ
اور تمام انبیاء پر۔

(۶) وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ
اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر۔

(۷) وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی
اور تقدیر پر، کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

(۸) وَ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ
اور گواہی دے تو اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور اکرمؐ اس کے سچے رسول ہیں۔

(۹) وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ کَامِلٍ لِوَقْتِھَا۔
اور ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے۔

(۱۰) وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ
اور زکوٰۃ ادا کرے۔

(۱۱) وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ
اور رمضان کے روزے رکھے

(۱۲) وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنْ کَانَ لَکَ مَالٌ
اور اگر مال ہو تو حج کرے۔ (حج کے شرائط پائے جاتے ہوں تو حج کرے)

(۱۳) وَتُصَلِّیَ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ
اور بارہ رکعات سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے (دو نمازِ فجر۔ چار قبل ظہر، دو بعد ظہر۔ دو بعد مغرب دو بعد عشاء)

(۱۴) وَالْوِتْرَ لَاتَتْرُکُہٗ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ
اور وتر کو کسی رات میں نہ چھوڑے (چونکہ وہ واجب ہیں اور اس کا اہتمام سنتوں سے زیادہ ہے)

(۱۵) وَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا۔
اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے۔

(۱۶) وَ لَا تَعُقَّ وَالِدَیْکَ
اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

(۱۷) وَلَاتَاْکُلْ مَالَ الْیَتِیْمِ ظُلْمًا
اور ظلم سے یتیم کا مال نہ کھائے۔

(۱۸) وَلَاتَشْرَبِ الْخَمْرَ
اور شراب نہ پیئے۔

(۱۹) وَلَاتَزْنِ
اور زنا نہ کرے۔

(۲۰) وَلَا تَحْلِفْ بِاللّٰہِ کَاذِبًا
اور جھوٹی قسم نہ کھائے۔

(۲۱) وَلَاتَشْھَدْ شَھَادَۃَ زُوْرٍ
اور جھوٹی گواہی نہ دے۔

(۲۲) وَلَاتَعْمَلْ بِالْھَوٰی
اور خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کرے۔

(۲۳) وَلَا تَغْتَبْ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ
اور مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔

(۲۴) وَلَاتَقْذِفِ الْمُحْصَنَۃَ
پاکدامن عورت یا مرد کو تہمت نہ لگائے۔

(۲۵) وَلَاتَغُلَّ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ
اور اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے۔

(۲۶) وَلَا تَلْعَبْ
اور لہو و لعب میں مشغول نہ ہو۔

(۲۷) وَلَا تَلْہُ مَعَ اللَّاھِیْنَ
اور تماشائیوں میں شریک نہ ہو۔

(۲۸) وَلَا تَقُلْ لِلْقَصِیْرِ یَا قَصِیْرُ تُرِیْدُ بِذَالِکَ عَیْبَہٗ
اور کسی پست قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہو۔ (طعن کی غرض سے ایسا نہیں کہنا چاہیے۔)

(۲۹) وَلَا تَسْخَرْ بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ
اور کسی کا مذاق مت اڑاؤ۔

(۳۰) وَ لَا تَمْشِ بِالنَّمِیْمَۃِ بَیْنَ الْاَخَوَیْنِ
اور نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کرو۔

(۳۱) وَاشْکُرِ اللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی نِعْمَتِہٖ
اور ہر حال میں اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرو۔

(۳۲) وَتَصْبِرُ عَلَی الْبَلَاءِ وَالْمُصِیْبَۃِ
اور بلا و مصیبت پر صبر کرو

(۳۳) وَ لَا تَاْمَنْ مِنْ عِقَابِ اللّٰہِ
اور اللہ کے عذاب سے بےخوف نہ ہو۔

(۳۴) وَلَا تَقْطَعْ اَقْرِبَائَکَ
اور رشتہ داروں سے قطع تعلق مت کرو۔

(۳۵) وَصِلْھُمْ
بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۰ | ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ بمطابق ۲ اپریل ۱۹۶۵ء | شمارہ ۴۶

اقتدار

اللہ کی طرف سے

ایک آزمائش ہے

صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ۲۲ مارچ کو آئندہ پانچ سال کے لئے منصب صدارت کا حلف اٹھانے کے بعد نہایت عمدہ اور دل افروز خیالات و عزائم کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کی تقریر کا متن مختلف اخبارات میں شائع ہو چکا ہے، جو سب کا سب لائق تحسین اور قابل ستائش ہے مگر ان کے یہ الفاظ اور بھی زیادہ قابلِ ستائش ہیں۔

> "صدر کا عہدہ سنبھالنے پر اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کا خیال میرے ذہن میں جاگزین ہے۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کی امان و ہدایت کے طالب ہیں جو نہایت رحمٰن اور رحیم ہے۔ میری دعا ہے کہ وہ ہمیں برکت عطا فرمائے اور میرے ملک اور ہم وطنوں پر اپنا فضل کرے، جن کی نگرانی و سربراہی اس نے مجھے سونپی ہے۔ یہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری ہے اور بغیر تائید ربانی کے ہیں اس سے قطعاً عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔"

دراصل اسلامی تعلیمات کا نچوڑ بھی یہی ہے کہ اقتدارِ مطلق صرف ذاتِ باری کو حاصل ہے۔ قوتِ حاکمہ فقط وہی ہے اور اقتدارِ اعلیٰ صرف اسی کے لئے مانا جا سکتا ہے۔ وہی ہے جس سے محبت کی جائے اور دل لگایا جائے۔ اسی کے قانون کی فرمانبرداری ہم پر لازم ہے۔ اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ کوئی ملجاو ماوی نہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو نفع پہنچا سکے یا ضرر دے سکے۔ وہ جس کو ضرر دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روکنے والی نہیں۔ اور اگر کسی کو نفع پہنچائے تو کوئی اس کے ہاتھ روک نہیں سکتا۔ الٰہ، معبود، قادر مطلق، رب، واضع قانون، شارع اور قانون ساز سب کچھ صرف اسی کی ذات ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اسی نظریہ کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

ہاں دنیا میں کسی کو دوسرے پر جو اختیار حاصل ہے وہ اللہ رب العزت ہی کا عطا کردہ ہے۔ یہ ایک ذمہ داری ہے جو اس کی طرف سے سونپی جاتی ہے۔ صدر ایوب نے ٹھیک فرمایا کہ یہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری ہے جو تائید ربانی کے بغیر ہرگز نہیں نبھاہی جا سکتی۔ قدرت ایسی ذمہ داریاں دے کر لوگوں کو آزمایا کرتی ہے جو لوگ دوسروں پر اپنے اختیار کو پورے احساسِ ذمہ داری کے ساتھ بجا لاتے ہیں وہ سرافراز اور سربلند ہوتے ہیں۔ منشاء ایزدی کی تعمیل کرتے ہیں اور عند اللہ و عند الناس محبوب و مقبول ہوتے ہیں لیکن جو لوگ اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہیں، غضب و نہب اور ظلم و ستم کو شعار بنا لیتے ہیں وہ بالآخر ناکام و نامراد ہوتے ہیں۔ دنیا میں عوام کی نظروں سے گر جاتے ہیں، اور آخرت میں اللہ کے غضب کا نشانہ بنتے ہیں۔

قرآن عزیز میں اللہ رب العزت حضرت داؤد علیہ السلام سے یوں خطاب فرماتے ہیں

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ۝

(سورہ ص پ ۲۳ آیت ع ۲۶)

ترجمہ:۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں بادشاہ بنایا ہے پس تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کیا کرو اور نفس کی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دے گی۔ بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔ مزید برآں کلام الٰہی پکار پکار کر کہتا ہے۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

(پ ۱۱ - س یونس آیت ۱۲ - ۱۳)

تم سے پہلے کتنے ہی گروہ گزر چکے ہیں کہ جب انہوں نے ظلم کی راہ اختیار کی تو ہم نے انہیں (پاداشِ عمل میں) ہلاک کر دیا۔ ان کے ہاں خدا کے فرستادے روشن دلیلوں کے ساتھ آتے مگر وہ ایمان نہیں لائے، اور اسی طرح ہم مجرم گروہوں کو سزا دیا کرتے ہیں، پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں ان کا جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیا طرزِ عمل اختیار کرتے ہو۔

صاف ظاہر ہے کہ تمام انسان جن کو اختیار دیے جاتے ہیں۔ امتحان میں ڈال دیتے جاتے ہیں۔ بالخصوص اقتدار کی باگ ڈور جن کے ہاتھ میں تھمائی جاتی

(باقی صفحہ ۵ پر)

خطبہ جمعہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ ۲۶ مارچ ۱۹۶۵ء

بدگمانی، عیب جوئی اور غیبت سے بچو

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ و کفٰی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ○

(پ ۲۶ س الحجرات آیت ۱۲)

ترجمہ :- اے ایمان والو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہیں اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا۔ نہایت رحم والا ہے۔

حاشیہ شیخ التفسیر قدس سرہٗ

کسی کے متعلق کوئی بدگمانی نہ کرو۔ کسی کے حال کا تجسّس نہ کرو اور کسی کی غیبت نہ کرو۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

اختلاف و تفریقِ باہمی کو بڑھانے میں ان امور کو خصوصیت سے دخل ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسنِ ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مخالف کی کوئی بات ہو اس کا محل اپنے خلاف نکال لیتا ہے۔ اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا ہو، ہمیشہ اس کی طبیعت برے پہلو کی طرف چلے گی۔ اور اسی برے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دے کر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دے گا پھر نہ صرف یہ ہی کہ ایک بات حسب اتفاق پہنچ گئی، بدگمانی سے اس کو غلط معنی پہنا دیئے گئے۔ نہیں اس جستجو میں رہتا ہے کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم ہوں جس پر ہم خوب حاشیے چڑھائیں اور اس کی غیبت سے اپنی مجلس گرم کریں۔ ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو جو اختلافات بدقسمتی سے پیش آجاتے ہیں وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں اور ان کا ضرر بہت محدود ہو جائے بلکہ چند روز میں نفسانی اختلافات کا نام و نشان باقی نہ رہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

لکھتے ہیں "الزام لگانا اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے برا کہنا کسی جگہ بہتر نہیں مگر جہاں اس میں دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو" وہاں اجازت ہے جیسے رجالِ حدیث کی نسبت ائمہ جرح و تعدیل کا معمول رہا ہے کیوں کہ اس کے بدون دین کا محفوظ رکھنا محال تھا۔

غیبت

مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے کیا اس کو کوئی انسان پسند کرے گا؟ بس سمجھ لو غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے (لیکن) ان نصیحتوں پر کاربند وہی ہوگا جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں — چاہیئے کہ ایمان و اسلام کا دعوٰے رکھنے والے واقعی طور پر اس خداوندِ قہار کے غضب سے ڈریں اور ایسی ناشائستہ حرکتوں کے قریب نہ جائیں۔ اگر پہلے کچھ غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہوئی ہیں تو اللہ کے سامنے صدقِ دل سے توبہ کریں وہ اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر صاحب ایمان مسلمان کو بدگمانیوں، بھید ٹٹولنے اور غیبت کرنے اور سننے سے بچنا چاہیے۔

ارشادِ نبویؐ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَتَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

(رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو۔ اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو۔ نہ آپس میں حسد کرو۔ نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو۔ بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔

حدیث مذکورہ بالا میں جن جن باتوں

سے روکا گیا ہے عموماً یہی باتیں دلوں میں نفرت و عداوت کا بیج بوتی اور آپس کے تعلقات کی خرابی پر منتج ہوتی ہیں۔

حکیم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نے سب سے پہلے اصل بیماری کو بیا اور فرمایا کہ بدگمانی ہی سب سے جھوٹی بات اور نفاق کی جڑ ہے۔ اگر بدگمانی دل میں راہ نہ پائے تو نہ ممکن ہے کہ حقارت و نفرت کے جذبات قلب میں جاگزیں ہوں۔ چنانچہ اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ جو شخص اس بیماری میں مبتلا ہو جاتے وہ دوسروں کی اچھی باتوں کو بھی بدنیتی اور بد دیانتی پر محمول کر کے ان ہونی باتیں اُن سے منسوب کرنے میں لذّت محسوس کرتا ہے۔ پھر جب دوسری طرف سے بھی کاروائی شروع ہوتی ہے تو رہا سہا معاملہ بھی برباد ہو کر رہ جاتا ہے اور تعلقات کے سدھرنے کی کوئی تدبیر بھی کارگر نہیں ہو پاتی۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے 'اکذب الحدیث' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔

شفایابی کا نسخہ

بدگمانی سے نجات کا یہی طریقہ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی

ظَنّ المومنین خیرًا

پر عمل پیرا ہو یعنی ہر مومن دوسرے مومن کے ساتھ بھلائی اور نیکی کا گمان کرے چنانچہ

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ فرمایا ہے کہ

حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ

حسن ظن ہی اچھی عبادت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو بدگمانی سے بچائے اور ہم سب کو دوسرے مسلمان بھائیوں کے متعلق نیک گمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عیب جوئی

دوسری بات جس سے بچنے کا حکم دیا گیا وہ عیب جوئی ہے۔ یہ برائی بھی اتحاد و اتفاق کے جذبہ کے منافی اور سخت ضرر رساں روحانی بیماری ہے اگر ایک شخص دوسرے لوگوں کی کمزوریوں کی ٹوہ میں رہے، جاسوسوں کی طرح دوسروں کے عیب تلاش کرتا پھرے اور خود غرضی کا شکار ہو تو ظاہر ہے یہ شخص بھی معاشرہ میں انتشار پھیلانے اور فساد برپا کرنے کا باعث بنے گا۔ جب یہ دوسروں کے عیب تلاش کرے گا تو دوسرے لامحالہ اس کے عیوب تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ نتیجہ یہی ہوگا کہ عیب جوئی کرنے والے ایک طرف اپنے حال سے بے خبر ہو جائیں گے اور وہ وقت جو یادِ خدا اور مفید کاموں میں صرف کرنا چاہیے تھا اسے ضائع کر دیں گے۔ تو دوسری طرف بغض و عناد پھیلانے اور تفریق بین المسلمین کے موجب بنیں گے۔ اسی طرح غیبت بھی ایک ایسا عظیم جرم اور گناہ ہے جس کے بطن سے بے شمار معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں اور سوسائٹی کے امن و سکون کو تہ و بالا کر کے رکھ دیتی ہیں۔ یہی حال ہوس پرستی، حسد، کبر، بغض اور کینہ وغیرہ روحانی امراض کا ہے۔ یہ تمام بیماریاں قومی و ملّی زندگی کے لئے کوڑھ کی حیثیت رکھتی ہیں اور اخوت اسلامی کی جڑوں کو کاٹنے کے لئے کلہاڑے سے کم نہیں۔ اسی لئے خدائے اسلام جل شانہٗ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بچنے کی پر زور تلقین فرمائی ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں بدگمانی، عیب جوئی، غیبت اور دیگر تمام روحانی بیماریوں سے نجات دے۔ ہمارے دلوں میں محبت و اخوت کے جذبات موجزن فرمائے۔ اپنی یاد اور فکرِ آخرت کی توفیق دے۔ جب تک زندہ رکھے اسلام پر زندہ رکھے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

(مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں) کی عملی تصویر بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ :- اداریہ

ہے۔ انہیں اس ابتلاء و آزمائش میں مبتلا کر دیا جاتا ہے کہ دیکھیں وہ اپنے پیش رو گروہ کے بعد کیا کرتے ہیں اور وہ دیکھتا رہتا ہے کہ یہ لوگ کیا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔ عدل و انصاف کی راہ چلتے ہیں یا ظلم و عدوان کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ پس اگر وہ عدل و انصاف کی راہ پر چلیں تو انہیں سربلندی و سرفرازی اور مقبولیت سے نوازا جاتا ہے اور اگر وہ ظلم و عدوان کے ڈگر پر چل نکلیں تو انہیں خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ٹھہرایا جاتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صدرِ محترم کو عدل و انصاف کی راہ پر چلنے کی توفیق دے۔ ان کے عہد اقتدار میں ملک و قوم کو سربلندی و سرفرازی سے ہمکنار کرے، وہ اپنے مذکورہ الفاظ کی عملی تصویر بن سکیں۔ اور اس طرح عند اللہ اور عند الناس محبوب و مقبول ہوں۔ اس دعا کے ساتھ ساتھ اس منصب جلیلہ پر فائز ہونے اور عہدۂ صدارت کا حلف اٹھانے پر ہم ان کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان سے یہ درخواست کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ پاکستان دنیا کے موجودہ نقشہ میں وہ واحد ملک ہے جو خدا اور دین کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اور اس اعتبار سے اس کا سیاسی اقتدار کسی فرد یا جماعت کے دنیوی جاہ و جلال کے حصول کا ذریعہ اور صرف مادی قدروں کو اجاگر کرنے کے لئے نہیں بلکہ آئین خداوندی کو بجا لانے اور کتاب و سنت کے مطابق قوانین نافذ کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسلام نے پوری اجتماعی زندگی کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات اور نظام زندگی مہیا کر رکھا ہے اور خدائے اسلام اعلان کر رہا ہے کہ اے نوعِ انسانی جب تم تسلیم کرتے ہو کہ اقتدارِ اعلیٰ صرف میرے ہی لئے ہے۔ ہر کام میں تم مجھ ہی سے استعانت و دستگیری کے طالب ہوتے ہو اور تمہارے ظاہر و باطن پر صرف میری ہی حکمرانی ہے تو پھر جب تم دیکھتے ہو کہ تمہارے وجود کے اندر اور باہر عالم تکوین میں صرف میں ہی حقیقی حکمران ہوں تو اپنے قلوب و اعمال و افعال اور کار و بارِ زندگی میں میری حکمرانی کیوں تسلیم نہیں کرتے، اور میرے قانون کو دستورِ حیات کیوں نہیں بناتے۔

کاش ہم اس اعلان شہنشاہی کی قدر کریں، اور اس کے مطابق اپنی زندگی کے خاکوں میں رنگ بھر سکیں۔ وما علینا الا البلاغ

مجلس ذکر ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ ، ۲۵ مارچ ۱۹۶۵ء

دین سب چیزوں پر مقدم ہے

: حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی :
مرتبہ :- مناظر حسین نظر

بزرگانِ محترم !

اللہ جل شانہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں اکٹھا ہو کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی - باعث صد مبارک باد ہیں - وہ حضرات جو حلقۂ ذکر میں شمولیت کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کی رحمتوں سے جھولیاں بھرتے ہیں - اللہ تعالےٰ کی ہزاروں رحمتیں ہیں ان غریبوں پر جو اللہ کا نام لینے کی غرض سے مسجد کا رُخ کرتے ہیں یہ ان پر اللہ کا خصوصی فضل اور احسان ہے ورنہ ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ ایسے ہیں کہ مالدار ہیں - لینڈ لارڈ ہیں لیکن انہیں اللہ کے گھر میں حاضری کی سعادت نصیب نہیں ہوتی - حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی کروڑوں رحمتیں نچھاور ہوتی ہیں اس غریب پر جس کو یادِ الٰہی کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اللہ کی مار اور پھٹکار پڑتی ہے ، ان لینڈ لارڈوں اور مالداروں پر جن کو یادِ الٰہی کی توفیق نصیب نہیں ہوتی اور اپنے شب و روز غفلت و گمراہی میں گزارتے ہیں - اللہ کی لعنت برستی ہے ان محلات اور کوٹھیوں پر جن میں یادِ خداوندی نہیں ہوتی اور اللہ کی رحمتیں برستی ہیں - ان جھونپڑیوں اور کچے کوٹھوں پر جہاں ذکر الٰہی کے نغمے بلند ہوتے ہیں -

برادران محترم !

یاد رکھیے ! جن پر اللہ کا فضل ہوتا ہے وہ دربارِ الٰہی اور مجالسِ ذکر میں تشریف لاتے ہیں اور جن کو وہ محروم رکھنا چاہتا ہے - انہیں ایسی مجالس میں شریک ہونے کی مہلت ہی نہیں دیتا - جس طرح ایک بچے کی صلاحیتوں اور ذہانت کو دیکھ کر اس کے مستقبل کا اندازہ ہو جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ، اسی طرح ذاکرین کو دیکھ کر ان کے اُخروی مستقبل کی نشاندہی ہو جاتی ہے - اُن کی اذکار و اشغالِ روحانی میں دلچسپی اور یادِ الٰہی میں مشغولیت اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ وہ عند اللہ مقبول و محبوب ہیں اور ان کا مستقبل عالم آخرت میں شاندار ہے -

یہاں ایک بات عرض کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ جس طرح ظاہری علوم و فنون میں تربیت کی ضرورت ہوتی ہے - ہر فن استاد سے سیکھا جاتا ہے - بڑھئی کا فن سیکھنا ہو تو بڑھئی ہاتھ سیدھے کراتا ہے - درزی کا کام درزی سے سیکھا جاتا ہے ، سائنس ، ریاضی اور دیگر فنون سائنس والوں ، ریاضی والوں اور دیگر علوم و فنون کے ماہرین سے حاصل کیے جا سکتے ہیں - اسی طرح باطنی علوم کے حصول کے لئے بھی اللہ والوں سے تعلق جوڑنا اور اُن کی خدمت میں رہنا پڑتا ہے - اُن سے تربیت کرانا پڑتی ہے ، اُن کی صحبت میں رہ کر مجاہدہ و ریاضت کی آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے - مسائلِ سلوک کی تحصیل کرنا پڑتی ہے اور منازل سلوک طے کرنا پڑتی ہیں - ظاہر ہے جسے اللہ رب العزت سے عشق ہو گا ، اللہ سے ملاقات کا الاؤ جس کے دل میں روشن ہو گا ، وہی خود کو مجاہدہ و ریاضت کی بھٹی میں ڈالے گا - اور اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر نفس کی غلاظتوں اور کدورتوں کو نذرِ آتش کرے گا - چنانچہ جو شخص اپنے آپ کو اس راہ کی صعوبتوں کے سپرد کرے گا - یادِ الٰہی کی لذت سے بہرہ ور ہو گا - انشاء اللہ العزیز ملاقاتِ الٰہی سے یقیناً مشرف ہو گا - یہی وجہ ہے کہ ایسے اشخاص کو دیکھ کر ان کے روشن مستقبل کی بشارت سُنائی جا سکتی ہے ، باقی حقیقی علم تو صرف اللہ جل شانہٗ کو ہی حاصل ہے - اور فقط وہی جانتا ہے کہ آئندہ کسی کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے - یہاں صرف اندازہ اور قیافہ ہی لگایا جا سکتا ہے - حدیث میں آتا ہے - ایک جنازہ جا رہا تھا - صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے نیک اعمال کی باتیں کرنے لگ گئے - ان کی باتیں سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وَجَبَتْ وَجَبَتْ کے الفاظ ارشاد فرمائے - اس کے بعد ایک اور جنازہ گزرا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کی بُرائیاں بیان کیں - اور اس کے حق میں اچھی گواہی نہ دی - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سننے کے بعد بھی وہی الفاظ دہرائے " وَجَبَتْ ، وَجَبَتْ "

لفظ ایک اور معنے دو

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حیرت ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کی نیکیاں سن کر بھی یہی الفاظ کہے کہ اس پر واجب ہو گئی - اور برائیاں سننے کے بعد بھی یہی فرمایا

باقی صفحہ ۱۵ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انقلابی تفسیر

سُورۃ المُنافقُون

(مدنی سورت ہے)

از:- امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ —— مرتبہ:- خدا بخش بشیر احمد بی اے

سورۃ جمعہ (۶۲) کے ساتھ

پچھلی سورت - الجمعۃ میں بے عمل لوگوں کے متعلق دو چیزیں بیان کی تھیں

(۱) بے عمل لوگ علم حاصل کرنے میں کوتاہی کرنے اور سستی برتتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ احکام الٰہی کی تعمیل صورۃً تو باقی رہتی ہے لیکن معنوی طور پر ختم ہو جاتی ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا

(۲) یہ لوگ احکام الٰہی کی تعمیل میں جان دینے سے جی چراتے ہیں۔

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

منافق کون ہے؟

جب کسی انسان کے تحت الشعور (SUBCONSCIOUS MIND) میں جان بچانے کا فکر بیٹھ جاتا ہے تو وہ احکام الٰہی سیکھنے سے طبعاً گریز کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ اسے ہر وقت یہی ڈر لگا رہتا ہے کہ ان احکام میں کہیں ایسی چیز کا ذکر نہ آجائے جس پر مجھے جان دینی پڑے وہ سمجھتا ہے کہ جتنی دیر تک جہاں میں ہوں اچھا ہے۔ اس طرح کا مسلمان بظاہر ایک مسلم سوسائٹی کا ممبر رہ سکتا ہے لیکن وہ اس سوسائٹی کے مرکز میں نہیں آسکتا اور نہ بیدار مرکزی طاقت اس پر کبھی اعتماد کر سکتی ہے۔ کسی سیاسی جماعت میں جو شخص اس قسم کا ہو جب اس سے ایسی حرکتیں صادر ہوتی ہیں جو اس تحریک کو روکنے کا باعث بنتی ہیں تو وہ قتل کر دیا جاتا ہے۔

نفاق کا انجام کفر ہے

اس طرح کی زندگی بسر کرتے رہنے سے ضرور کوئی نہ کوئی وقت آجاتا ہے کہ ایسا شخص اس تحریک کے روکنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ دینی تحریک سے روکنے والے کا نام کافر ہے۔ منافق اصل میں انقلابی تحریک کو روکنے کا ارادہ رکھتا ہے اس لئے وہ اسے آگے بڑھانے والی تحریکات میں حصہ لینے سے ہمیشہ گریز کرتا ہے البتہ یہ بات کہ اس نے تحریک کو روکا اس پر اس وقت صادق آتی ہے۔ جب وہ عملاً مخالفین تحریک میں شامل ہو جاتے۔ ایسے شخص کو قرآن حکیم کی اصطلاح میں منافق کہا جاتا ہے جب وہ مخالفین تحریک میں شامل ہو کر تحریک کو روکتا ہے تو کافر بن جاتا ہے۔ اسے زمانۂ حال کی بولی میں (SLEEPING PARTNER) اور اخلاقی ہمدردی (MORAL SYMPATHY) کے جو الفاظ رائج ہیں درحقیقت منافقانہ ذہنیت ہی کا اظہار کرتے ہیں اگرچہ اس حد تک نہ سہی جو کفر سے ملی ہوتی ہے ایسا شخص عمرانیت کی اصطلاح میں (VALUE DERANGED) کہلاتا ہے۔

منافق کا اخراج خلاف مصلحت

منافق شخص ترقی کرنے والی سوسائٹی کا غیر فعّال حصہ ہوتا ہے اور کسی ترقی کرنے والے معاشرے میں غیر فعّال حصہ کوئی قیمت نہیں پاتا۔ کوئی کام اسے سپرد کر کے یہ توقع رکھنا کہ وہ ذمہ داری کے ساتھ اسے پورا کرے گا، غلط ہوتا ہے لیکن اسے سوسائٹی سے علیحدہ بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چلتے چلتے اسے سمجھ آجاتی ہے اور فعّال بن جاتا ہے۔ جیسے کنواں کھودتے ہیں تو کسی جگہ سخت زمین آجاتی ہے اور انسان مایوس ہو کر اسے چھوڑ بیٹھتا ہے مگر زلزلے یا کسی اور موثر قوت کے بروئے کار آجانے سے زمین پھٹ جاتی ہے اور پانی نکل آتا ہے اس لئے ایسے انسان کو سوسائٹی سے کلیتہً خارج کرنا مصلحت قرار نہیں دیا گیا۔ اس مصلحت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو اپنی جماعت سے خارج نہیں کیا۔ گو وقت آنے پر منافقین اسلامی تحریک سے علیحدہ ہو گئے۔

منافق کی سزا موت

تاہم کوئی پارٹی صحیح طریق سے کام نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ منافقین کو الگ نہ کرے۔ اسے صحیح طور پر معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کے اندر کون کون سے منافقین ہیں ان پر بھروسہ نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ انہیں ذمہ داری کا کام دیا جائے گا۔ لیکن اگر منافقین کی حرکات اس حد تک پہنچ جائیں کہ مرکزی جماعت انہیں قتل کرنا مفاد عامہ کے لئے ضروری سمجھے تو وہ یہ بھی کر سکتی ہے لیکن یہ بڑی ذمہ داری سے فیصلہ کرنے کی چیز ہے۔

قتل کی شرط

ہمارے خیال میں منافقین کو اس وقت قتل کرنا چاہیئے جب وہ اعلانیہ طور پر تحریک کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں۔ اس صورت میں ان کے قتل سے کوئی فساد برپا نہیں ہوتا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سوسائٹی میں انسان کی جان محفوظ و مامون نہیں ہے ہر شخص کو یقین ہونا چاہیے کہ جب تک اس پر جرم ثابت نہ ہو جائے اس کا جان و مال محفوظ ہے مگر یہ کبھی نہیں ہونا چاہیے کہ منافقین اور کارکن لوگ ایک ہی صف میں بٹھا دیئے جائیں۔

دوسری سزا

ضرورت کے وقت ایسے آدمیوں کا پردہ فاش بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ کام کرنے والوں کی راہ میں رکاوٹ پیدا کریں۔

ڈسپلن کمیٹی

ہم نے یورپ میں پارٹیوں کا جو نظام چلتے

دیکھا ہے۔ اس میں خاص چیز یہ ہے کہ پارٹی میں ضبط (Disipline) قائم رکھنے کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی ہوتی ہے۔ اسے ڈسپلن کمیٹی (Disipline committee) کہتے ہیں۔ اس کمیٹی کا فیصلہ آخری ہوتا ہے۔ اس کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔ نہ کوئی اسے منسوخ کر سکتا ہے۔ یہ کمیٹی نگرانی کرتی رہتی ہے۔ اس کے جاسوس ہر رکن پر ہر وقت مسلط رہتے ہیں، کہ وہ کس سے ملتا ہے؟ کیا کام کرتا ہے؟ کیا فکر رکھتا ہے؟ بعض اوقات اس کا فیصلہ ہوتا ہے کہ اسے سوسائٹی میں نہیں رکھنا چاہیئے اس وقت اسے قتل ہی کر دیا جاتا ہے۔ اس فیصلے کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ انقلاب میں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے زمانے میں جو انقلابات ہو چکے ہیں ان میں ایسا ہی کیا جا چکا ہے۔

اس سورت کا موضوع

یہ سورت حقیقت میں اس جماعت منافقین کی ذہنیت کی توضیح کرتی ہے جو مذہبی حلقے میں پائی جاتی ہے۔ نزول قرآن کے زمانے میں یہ علمی جماعت ہے۔ تورات کی حامل ہے۔ مگر موت سے بھاگتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ جو سوسائٹی پیدا کریں گے وہ اسی قسم کے ممبروں پر مشتمل ہو گی۔ ایک آدمی کتاب الٰہی کو تو مانتا ہے مگر اس کے حکم سے جان دینے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کی صحبت سے جو سوسائٹی پیدا ہو گی وہ منافقوں کی سوسائٹی ہی ہو سکتی ہے۔ اگر ایک عالم اس قسم کی تحریک جاری کرے جس سے بنی آدم کا ایک اچھا خاصہ حصہ منافق بن جائے تو ان سب کا وبال اس ایک کی گردن پر ہو گا۔ اس قسم کے عالم بالتورات یا عالم بالقرآن منافق سے ایک سلیم الطبع ان پڑھ آدمی بدرجہا بہتر ہے۔ وہ جاہل تو ہو سکتا ہے لیکن منافق نہیں بن سکتا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات کسی سبب سے صحیح بات نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ اعلانیہ منکر بھی ہو جائے تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر اس سے یہ کبھی نہ ہو گا کہ ایک تعلیم کو اعلانیہ تو مانتا رہے مگر اس کا قلب یقین سے بکسر خالی ہو یہ سلامت طبع کے خلاف ہے۔

جملہ معترضہ! مثال کے طور پر ایک بڑا مقصد ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے مختلف طریق ہو سکتے ہیں۔ فرض کیجئے ایک گروہ ایک اصول کار اختیار کر لیتا ہے۔ وہ ایک پارٹی کہلائے گی۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے دوسرا گروہ دوسرا طریق اختیار کرتا ہے یہ دوسری پارٹی بن جائے گی۔ ایک طرح سوچنے والے لوگ دوسری طرح سوچنے والی پارٹی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ وہ بالمقابل پارٹی بنائیں گے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو مختلف اصول کار رکھنے والی پارٹیاں مخلوط ہو جاتی ہیں۔ اس سے کام میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ایک پارٹی لڑنے کو جائز سمجھتی ہے اور دوسری لڑنے کو ناجائز سمجھتی ہے گو دونوں کا مقصد ایک ہی ہے یعنی ملک کے لئے آزادی حاصل کرنا۔ اگر یہ دونوں پارٹیاں مخلوط ہو جائیں تو ان کے کام میں جمود (Dead lock) پیدا ہو جائیگا۔

ایسے ہی ایک پارٹی ہے جو ایک ایک شخص کا مخالف طاقت سے لڑنا جائز سمجھتی ہے۔ یہ انقلابی جماعت ہے۔ دوسری پارٹی وہ ہے جو سوائے ایک بڑے مسلمان بادشاہ اور بڑی فوج کے مخالف غیر مسلم طاقت سے لڑنا جائز نہیں سمجھتی۔ اگر یہ دونوں مل کر کام کرنے لگیں تو دونوں نکمی ہو جائیں گی۔ اس لئے ان کو دو پارٹیوں میں تقسیم ہو جانا چاہیئے۔ یہ نہایت کارآمد اصول کار ہے جو یورپ کی انقلابی پارٹیوں کے تجربے سے حاصل ہوتا ہے اس لئے ہم مختلف الاصول جماعتوں کے مل کر کام کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ پارٹی پالٹیکس کا اصول اولین یہ ہے کہ ہم فکر لوگ ہی جمع ہو کر پارٹی بنائیں اور ایک متحدہ پروگرام پر کام کریں۔

(باقی آئندہ)

مدرسہ حنفیہ تعلیم اسلام جہلم کا چودھواں سالانہ عظیم الشان جلسہ بتاریخ ۲، ۳، ۴ اپریل ۱۹۶۵ء مطابق ۲۹، ۳۰، یکم ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو مقام میدان مدرسہ نیا محلہ جہلم منعقد ہو رہا ہے، جس میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب (ملتان) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندہری (ملتان) حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب ایم۔ اے (لاہور) حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب (جہلم) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب (سرحد) کے علاوہ متعدد علمائے کرام شرکت فرما رہے ہیں۔

مولانا عبداللطیف مہتمم مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام
جامعہ مسجد گنبد والی جہلم

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کا

درس حدیث

جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں

مرتبہ: محمد سلیمان قادری

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ والحج و صوم رمضان (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا۔ یعنی بڑی پکی حدیث ہے، اور اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لڑکے ہیں۔ فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ خلاصہ یوں سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کے ادا کرنے کا نام اسلام ہے۔ اور ان کا ادا کرنے والا مسلمان ہے۔

اسلام انسانیت کا مذہب ہے۔ اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ تم کسی غار میں چلے جاؤ۔ یا کسی پہاڑ پر بیٹھ جاؤ۔ بیوی بچوں سے الگ ہو جاؤ۔ دنیاداری کو چھوڑ دو۔ بلکہ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کے حقوق بھی ادا کرو اور اللہ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرو اللہ تعالیٰ کی زمین کو عدل و انصاف سے آباد کرو۔ انسانوں میں رہ کر میری عبادت کرو۔ آپس میں مل جل کر رہو۔ لوگوں کی تکالیف پر، ایذا دہی پر صبر کرو۔

چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے اور اللہ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرے، اس شخص سے بہتر ہے جو کسی گوشۂ گمنامی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اللہ کے بندوں سے الگ تھلگ رہے۔ نہ انسانوں کے فائدے کا حامی ہے اور نہ نقصان میں شریک ہو۔ اللہ کی مخلوقات کے فائدے پر اسے خوشی نہ ہو اور ان کی تکالیف پر رنج و تکلیف ہو۔ غرض نہ وہ کسی کے غم میں شریک ہو اور نہ خوشی میں۔ بوجھ اور تکالیف اس سے برداشت نہیں ہوتیں" اسلام ایک عمارت ہے۔ جس میں حقوق اللہ، حقوق العباد دو بڑے ستون ہیں۔ پکا مسلمان وہ ہے جو بندوں کے حقوق بھی ادا کرے، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے۔ وہ شخص جو اللہ کے حقوق تو ادا کرے لیکن بندوں سے اچھی طرح نہ پیش آئے اسے بھی کوئی فائدہ نہیں اور جو بندوں کے حقوق تو ادا کرے لیکن اللہ تعالیٰ کے حقوق نہ ادا کرے۔ اسے بھی کوئی فائدہ نہیں۔ پکا مسلمان وہی ہے۔ اسلام کامل اسی شخص کا ہے جو دونوں حقوق ادا کرے۔ اللہ کے حقوق میں پہلی چیز اقرار کرنا ہے زبان سے اس بات کا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یعنی توحید کا اقرار یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے دوسرا اقرار رسالت کا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بندہ اس لئے فرمایا کہ جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنے رسولوں کو یا تو عین خدا بنا دیا یا خدا کا جز قرار دیا۔ فرمایا میں وحدہٗ لاشریک ہوں، انبیاء کرام میرے مقرب بندے اور میرے بھیجے ہوئے ہیں جو مخلوقات کو خالق کے ساتھ ملاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو کون بتاتا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہیں اور کون بتاتا کہ فلاں کام کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور فلاں کام کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں چنانچہ کلمہ توحید اور کلمہ شہادت میں بھی آپ کا اسم پاک موجود ہے۔ یعنی ہمیں جو رب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔ وہ رب العالمین ہیں۔ آپ خدا تک ملانے والے ہیں۔ ایمان بالرسالت دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے کی۔ جو شخص اللہ کے نبیوں کو نہیں مانتا۔ اس کا ایمان خداوند تعالیٰ کی ذات پر کس طرح ہو سکتا ہے؟ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جب خوش ہوتیں تو کوئی بات کرتے وقت فرماتیں وَرَبِّ مُحَمَّدٍ اور جب طبیعت اچھی نہ ہوتی تو فرمایا کرتیں وَرَبِّ اِبْرَاهِیْمَ چنانچہ ایک دن جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا عائشہؓ کیا بات ہے جب تو خوش ہوتی ہے تو یوں کہتی ہے۔ اور جب تیری طبیعت ٹھیک نہ ہو تو یوں کہتی ہے۔ عرض کی واللہ

صرف آپ کا نام نہیں لیتی لیکن محبت میں کمی نہیں ہوتی۔ یعنی اقرار کرتیں " کہ میں اس رب کو مانتی ہوں جو ربّ محمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر آپؐ نہ ہوتے تو ہمیں رب کون بتاتا۔ کلمہ کے دو جز ہیں عَبْدُہٗ آپ اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں۔ بندہ کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا یا بعض نے عین خدا کہا۔ تو فرمایا کہ آپؐ نہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں اور نہ خدا کی جز ہیں بلکہ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

توحید و رسالت کے اقرار کے بعد دوسری چیز ہے اقامت الصلوٰۃ۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ نماز میں نیت باندھ کر ہم اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھتے ہیں۔ جس میں اللہ تعالےٰ کی تعریف بیان ہے۔ پھر الحمد للہ پھر قرآن کی کوئی سورت۔ پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اقرار ہے پھر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے، مسلمان کو چاہیے کہ دن میں پانچ دفعہ اللہ کے سامنے حاضری دے، سربسجود ہو۔ اقامت الصلوٰۃ کے متعلق میں درس قرآن میں بھی عرض کر چکا ہوں کہ نماز ادا کرنا پورے ارکان کے ساتھ، اسی طرح ادا کرے جس طرح ادا کرنے کا طریقہ ہے یہ ہے اقامت الصلوٰۃ اور ایک ہی نماز کا پڑھنا وہ جب وقت ملا پڑھ لی اور جس طرح آئی پڑھ لی۔ اسے اقامت الصلوٰۃ نہیں کہتے اور نہ ہی یہ منشاءِ خداوندی کے مطابق ہے اور نہ ہی شارح علیہ السلام کی بتائی ہوئی نماز ہے اقامت الصلوٰۃ جب ہی ہوگی جب ہر نماز کو اپنے وقت میں پورے سکون و اطمینان اور ارکان کی پوری رعایت کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔ یہ وہ نماز ہوگی جو شارح علیہ السلام کی عین اتباع میں ہے جسے پھر اللہ بھی قبول کریں گے۔

اقامت الصلوٰۃ کے بعد تیسرے نمبر پر ہے زکوٰۃ کا ادا کرنا زکوٰۃ! یہ بندوں کا حق ہے۔ صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اور اسے اپنے مالوں کو پاک کرنا لازمی ہے۔ فرمایا:۔

وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَ فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْ عِنْدَ اللّٰہِ

اور جو (مال) سود پر تم دیتے ہو لِیَرْبُوَ تاکہ بڑھتا رہے۔ فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ لوگوں کے مال میں فرمایا فَلَا یَرْبُوْ عند اللہ سو، اللہ کے ہاں وہ نہیں بڑھتا بلکہ تم سمجھتے ہو کہ وہ بڑھتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰو اللہ سود کو مٹاتا ہے۔ سودی کاروبار کرنے والے کی اللہ تعالیٰ نسل ختم کر دیتے ہیں۔ دنیا سے اس کا نشان مٹ جاتا ہے۔ وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ ط اور اللہ تعالےٰ صدقات کو بڑھاتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے والوں کے مالوں کو اللہ تعالےٰ بڑھاتے ہیں اور دنیاوی طور پر بھی ان کے نام دنیا میں زندہ رہتے ہیں۔ جیسے حاتم طائی ضرب المثل بنا ہوا ہے۔ فرمایا تم میرے ہی دیئے ہوئے مال سے میری ہی مخلوق کی کھال اتارتے ہو۔ ان کی غربت سے غلط فائدہ اٹھاتے ہو اور گمان یہ کرتے ہو کہ تمہارا مال بڑھ رہا ہے۔

فلا یَرْبُوْ عند اللہ

اللہ کے ہاں تو وہ گھٹ رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا:۔

وَمَا اٰتَیْتُمْ مِنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ط

اور جو زکوٰۃ دیتے ہو۔ جس سے اللہ کی رضا چاہتے ہو، سو یہ وہی لوگ ہیں۔ جن کے (مال) دونے ہوئے۔ فرمایا جو تم میری دی ہوئی دولت سے میرے ہی غریب مسکین بندوں کو دیتے ہو۔ لیکن دینے سے مقصود کیا ہے؟ کیا لوگ مجھے سخی کہیں؟ نہیں! فرمایا نیت کا اعتبار ہوگا۔ وہی جو پہلی حدیث گزر چکی ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

اگر نیت حصولِ رضا الٰہی کی ہوگی تو پھر کیا نتیجہ نکلے گا۔

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ط

پس یہ وہ لوگ ہیں جن کے مال دوگنے ہوئے۔ ہوں گے نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا ہوئے۔ تو زکوٰۃ اہم فریضہ ہے۔ جس کا ادا کرنا نہایت ہی ضروری ہے آج اگر ہمارے امراء اور اہل ثروت بھائی پوری طرح زکوٰۃ نکالیں اور صحیح مصرف پر خرچ کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک سے مفلسی اور غربت کا قلع قمع نہ ہو۔ زکوٰۃ اسلامی معاشرے کا بہت بڑا جزء ہے۔

چوتھی چیز ہے حج۔ فرمایا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔

حج بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے ان مالداروں پر جن کے پاس آنے جانے کا خرچ موجود ہو اور ایک سال کا خرچہ اپنے بال بچوں کو دے سکیں۔ باقی عبادتیں یا صرف بدنی ہیں اور یا صرف مالی ہیں۔ لیکن حج مالی اور بدنی عبادت ہے جس میں حاجی اپنی دولت بھی صرف کرتے ہیں اور جان بھی۔ کہیں تختوں پر سونا پڑتا ہے۔ کہیں کھانا طبیعت کے موافق ملتا ہے کہیں نہیں ملتا۔ غرض اسے بدنی طور پر بھی تکلیف ہوتی ہے۔ حج جانی اور مالی دونوں عبادتوں پر مشتمل ہے۔

پانچویں چیز ہے

وَصَوْمِ رَمَضَانَ

یہ بدنی عبادت۔ مخصوص وقت میں کھانے اور پینے اور خواہشات کے ترک کرنے کا نام روزہ ہے۔ اسلام کی عمارت کی بنا ان پانچ چیزوں پر ہے جس طرح اگر ایک مکان کی چار

دیواری تو موجود ہو۔ لیکن چھت نہ ہو، یا سامنے کا حصہ نہ ہو یا پچھلا حصہ نہ ہو یا اطراف میں سے کوئی دیوار نہ ہو۔ تو اسے ہم مکان نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو اسلام کی ان پانچ بناؤں کو قبول کئے ہوئے ہیں وہ تو اسلام کی عمارت میں شامل ہیں اور جو صرف کلمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ نہ نماز نہ روزہ۔ نہ حج نہ زکوٰۃ۔ وہ اپنے دعویٰ میں صحیح نہیں۔ کیونکہ اس عمارت کی بنیاد خود رب العالمین نے رکھی۔ ہمارے عرف میں بھی کہتے ہیں نا۔ پانچ بنا مسلمانی ہے ان کے علاوہ اور کام بھی ضروری ہیں۔ لیکن یہ تو پانچ بنیادیں ہیں جس طرح عمارت میں چار دیواری اور چھت کا ہونا تو اشد ضروری ہے۔ ورنہ مکان، مکان نہیں اور ساتھ دروازے۔ کھڑکیاں۔ روشن دان۔ الماریاں وغیرہ سب کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ سب کچھ تو تب ہے جب بنیاد قائم ہو۔ بنیاد ہی نہ ہو تو یہ بیکار ہیں۔ ایک آدمی فرض نماز کی تو پرواہ نہیں کرتا۔ اور نوافل پر زور رکھا ہوا ہے۔ زکوٰۃ، فرض ہے دیتا نہیں۔ اور اپنی طرف سے چند رسوم گھڑ لیں۔ ہیں اور ان میں بے دریغ روپیہ خرچ کرتا ہے اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ رمضان کے روزے فرض ہیں، نہیں رکھتا آگے پیچھے رکھتا ہے اور کہتا ہے۔ میں نفس کشی کر رہا ہوں حج فرض ہے، نہیں کرتا۔ اور بڑے دور دراز کے سفر کرتا ہے درباروں پر پھرتا ہے۔ اس کی مثال تو یوں ہے کہ ایک آدمی کے پاس رہنے کے لئے نہ مکان کی چھت ہے نہ چھت کی دیواریں ہیں۔ اور یہ کہتا پھرتا ہے کہ میرے پاس اعلیٰ قسم کے لکڑی کے اتنے شاندار دروازے پڑے ہیں۔ اتنی کھڑکیاں پڑی ہیں۔ اتنے روشندان ہیں۔

اتنا سیمنٹ کا سٹاک۔ اتنا میٹریل پڑا ہے۔ وہ یہ کہہ کر دل کو خوش کر رہا ہے تو سمجھئے وہ بے وقوف ہے اور ایک آدمی کا کچا سا مکان ہے اوپر معمولی سی چھت پڑی ہوئی ہے۔ لیکن اس مکان میں سردی، گرمی سے وہ اور اس کے بچے محفوظ ہیں یہ اس شخص سے بہتر ہے اسی طرح جو مسلمان ایسی عبادت کا مرتکب ہو جو ان عبادات سے خارج ہیں۔ ان بنیادوں سے خارج ہیں۔ وہ کس طرح اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہے؟ جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی اے اللہ کے رسول، مسلمان ہونے کے بعد مجھ پر کون کون سے حقوق لازم ہیں۔ فرمایا، پانچ نمازیں ادا کر، اپنے وقت میں، اور رمضان کے روزے رکھ۔ اور اگر مالدار ہے تو زکوٰۃ دے اور بیت اللہ کا حج کر۔ وہ جاتے ہوئے کہنے لگا۔ خدا کی قسم نہ اس سے کم کروں گا اور نہ بڑھاؤں گا۔ گاؤں کا سادہ مسلمان تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہ شخص کامیاب ہو جائے گا اگر اس نے سچ کہا۔

جو شخص اسلام کی ان پانچ بنیادوں کو مستحکم کر لیتا ہے وہ باقی احکام پر بھی عمل کرنے لگ جاتا ہے۔ پھر اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح اس کا خاتمہ اچھا ہو جاتا ہے۔ اور جو آدمی ان پانچ بنیادوں کو مستحکم نہیں کر سکتا۔ یا اگر مالدار نہیں، زکوٰۃ اور حج کی طاقت نہیں اور باقی بدنی عبادت جو بالکل آسان ہیں۔ وہ نہیں کر سکتا تو وہ اور دین کے اور کام کیا کرے گا۔ چنانچہ ایک وقت آئے گا کہ وہ اسلام سے نکل جائے گا۔ اور اگر پانچ بناؤں میں سے کسی ایک کو چھوڑا تو اسلام ناقص ہو جائے گا۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپکو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

جلسہ

مدرسہ عربیہ احیاء العلوم عیدگاہ مظفر گڑھ کا سالانہ عظیم الشان تبلیغی جلسہ بتاریخ ۲۹، ۳۰ ذلقعدہ یکم ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲، ۳، ۴ اپریل ۱۹۶۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام عیدگاہ مظفر گڑھ منعقد ہو رہا ہے جس میں:

[illegible]) استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمدؒ صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس (ملتان) جامع اوصاف حمیدہ رئیس المتکلمین حضرت مولانا حامد میاں صاحب خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ مہتمم مدرسہ جامعہ مدنیہ (لاہور) شیخ المعقول والمنقول حضرت علامہ محمد شریف صاحب کشمیری صدر المدرسین خیر المدارس (ملتان) مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب شیخ الحدیث،

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم (ملتان) امیر البیان حضرت علامہ خالد محمود صاحب پروفیسر ایم اے او کالج (لاہور) رئیس المبلغین حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی (کوٹ ادو) مرجع الخلائق یادگار اسلاف حضرت مولانا خدا بخش صاحب (ملتان) جناب ڈاکٹر مناظر حسین صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین (لاہور) فخر المقررین حضرت مولانا قائم الدین صاحب مرکزی مبلغ تنظیم اہلسنت و مہتمم مدرسہ صدیقیہ شہر جتوئی (مظفر گڑھ) فخر الواعظین حضرت مولانا محمد شریف صاحب مبلغ تحفظ ختم نبوت (بہاولپور) رئیس الواعظین حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بھٹی مبلغ تنظیم اہلسنت (ضلع میانوالی)، عمدۃ المقررین حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قاسمی، مدرس مدرسہ قاسم العلوم (ملتان) کے علاوہ بہت سے علماء کرام شرکت فرما رہے ہیں۔

مولانا محمد عمر صاحب مہتمم مدرسہ احیاء العلوم "رجسٹرڈ"
عیدگاہ، مظفر گڑھ

بحمدہٖ تعالیٰ جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں حفظ قرآن، ناظرہ، ترجمۃ القرآن، تعلیم بالغان کا کام نہایت ہی ضبط اور خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے اسی جامعہ کی جدید عمارت دار التجوید کا سنگ بنیاد جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کے مبارک ہاتھوں رکھا گیا ہے۔ اس بابرکت عمارت کی تعمیر میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اس دینی، اخلاقی، روحانی، درس گاہ کو اکابر علماء حق کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔

(محمد سلیمان قادری ناظم نشریات جامعہ مدنیہ کیمبلپور)

مضمون نگار حضرات مضامین صاف کاغذ کے ایک طرف لکھ کر ارسال فرماویں۔ حوالہ، آیات اور احادیث کے اعراب ضرور لگا دیا کریں۔

محمد شفیع عمرالدین
حیدر آباد

غفلت میں زندگی برباد نہ کرو

اے کہ دستت میرسد کارے بکن
پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار (سعدیؒ)

عہد الست کی یاددہانی

اے غافل نفس! باطل خیالات چھوڑ دے۔ عہد الست کو یاد کر۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر چل کر اسے اچھی طرح نباہ۔

اِذَا اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ○

(الاعراف - ایت ۱۷۲، ۱۷۳)

ترجمہ - اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا۔

لہٰذا اب بندے کو چاہیئے کہ اس روزِ ازل کے عہد کو یاد رکھے۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہے۔ اور ہر طرح کے شرک سے بچے۔

مشرک کا حشر

مشرک کی آنکھیں قیامت کے دن کھلیں گی۔ اس دن وہ اپنے باطل معبودوں سے بیزاری دکھائے گا۔

وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَیَّلْنَا بَیْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ○ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِیْنَ ○ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○

(یونس - آیت ۲۸ - ۳۰)

ترجمہ - اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔ تو ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے۔ اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر ہی نہ تھی۔ اس جگہ ہر شخص اپنے پہلے کئے ہوئے کاموں کو جانچ لے گا۔ اور یہ لوگ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ جو ان کا حقیقی مالک ہے۔ اور جو جھوٹ وہ باندھا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی جن کو تم نے اپنے خیال میں خدا کا شریک ٹھہرا رکھا تھا، یا جن کو خدا کے بیٹے بیٹیاں کہتے تھے، مثلاً مسیح علیہ اسلام جو نصاریٰ کے نزدیک "ابن اللہ" تھے یا "ملائکۃ اللہ" یا "احبار و رہبان" کہ انہیں بھی ایک حیثیت سے خدائی منصب دے رکھا تھا، یا اصنام و اوثان جن پر مشرکین مکہ نے خدائی کے اختیارات تقسیم کر رکھے تھے، سب کو حسب مراتب اپنی اپنی جگہ کھڑا ہونے کا حکم ہوگا۔

یعنی اس وقت عجیب افراتفری ہوگی۔ عابدین و معبودین میں جدائی پڑ جائے گی۔ اور دنیا میں اپنے اوہام و خیالات کے موافق جو رشتے جوڑ رکھے تھے، سب توڑ دیئے جائیں گے۔ اس ہولناک وقت میں جبکہ مشرکین کو اپنے فرضی معبودوں سے بہت کچھ توقعات تھیں، وہ صاف جواب دے دیں گے کہ تمہارا ہم سے کیا تعلق۔ تم جھوٹ بکتے ہو کہ ہماری بندگی کرتے تھے۔ (تم اپنے عقیدہ کے موافق جس چیز کو پوجتے تھے اُس کے لئے وہ خدائی صفات تجویز کرتے تھے، جو فی الواقع اُس میں موجود نہیں تھیں۔ تو حقیقت میں وہ عبادت اور بندگی واقعی "مسیح" یا "ملائکہ" کی نہ ہوئی اور نہ حقیقت میں بیجان مورتیوں کی پوجا تھی محض اپنے خیال یا وہم یا شیطان لعین کی پرستش کو فرشتے یا نبی یا نیک انسان یا کسی تصویر وغیرہ کے نامزد کر دیتے تھے) خدا گواہ ہے کہ ہماری رضاء یا اذن سے تم نے یہ حرکت نہیں کی۔ ہم کو کیا خبر تھی کہ انتہائی حماقت و سفاہت سے خدا کے مقابلہ میں ہمیں معبود بنا ڈالو گے۔

(تنبیہ) یہ گفتگو اگر حضرت "مسیح" وغیرہ ذوی العقول مخلوق کی طرف سے مانی جائے تو کوئی اشکال نہیں۔ اور "اصنام" (بتوں) کی جانب سے ہو تو کچھ بعید نہیں کہ حق تعالیٰ مشرکین کی انتہائی مایوسی اور حسرت ناک درماندگی کے اظہار کے لئے اپنی قدرت کاملہ سے پتھر کی مورتوں کو گویا کر دے۔

"قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ" (حٰمٓ السجدہ۔ رکوع ۳)

(۲) وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ○ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ هُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ ○

(الانبیاء آیت ۹۷ - ۱۰۰)

ترجمہ - اور سچا وعدہ نزدیک آ پہنچے گا۔ پھر اس وقت منکروں کی آنکھیں

اور لگی رہ جائیں گی۔ ہائے کمبختی ہماری بے شک ہم تو اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے۔ بے شک تم اور اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہے۔ تم سب اس میں داخل ہو گئے۔ اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے۔ اور سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ میں چیخیں ہوں گی۔ اور وہ اس میں کچھ نہیں سنیں گے۔

قیامت کا آنا یقینی ہے۔ جس دن وہ گھڑی سر پر آ کھڑی ہو گی اس وقت غافل اپنی غفلت پر آنسو بہائے گا۔

اے غافل انسان! ذرا سوچ سے کام لے۔

نیکی بدی کا ریکارڈ

تیری ہر نیکی اور بدی تیرے دائیں اور بائیں والے دونوں فرشتے لکھتے رہتے ہیں اور تیرے اعمال کا مکمل ریکارڈ تیار ہوتا رہتا ہے۔

اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ۝ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۝

(ق آیت ۱۷-۱۸)

ترجمہ۔ جبکہ ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے۔

موت کی بے ہوشی

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝

(ق آیت ۱۹)

ترجمہ۔ اور موت کی بے ہوشی تو ضرور آ کر رہے گی۔ یہی ہے وہ جس سے تو گریز کرتا تھا۔

(ف) یعنی لو! ادھر مسل تیار ہوئی، ادھر موت کی گھڑی آ پہنچی۔ اور مرنے والا نزع کی بیہوشیوں اور جان کنی کی سختیوں میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ اس وقت وہ سب سچی باتیں نظر آنا شروع ہو گئیں جن کی خبر اللہ کے رسولوں نے دی تھی۔ اور میت کی سعادت و شقاوت سے پردہ اٹھنے لگا اور ایسا پیش آنا قطعی اور یقینی تھا۔ کیونکہ حکیم مطلق کی بہت حکمتیں اسی سے متعلق تھیں

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

یوم آخرت کا منظر

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ ذٰلِكَ یَوْمُ الْوَعِیْدِ ۝ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِیْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِیْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ ۝ اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبِۣ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ۝ قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ ۝ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝

(ق ۲۰-۲۹)

ترجمہ۔ اور صور میں پھونکا جائے گا۔ وعدۂ عذاب کا دن یہی ہے۔ اور ہر شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا ہو گا۔ بے شک تو تو اس دن سے غفلت میں رہا۔ پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ دور کر دیا پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے، اور اس کا ساتھی کہے گا یہ ہے جو میرے پاس تیار ہے۔ (حکم ہو گا) تم دونوں ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو جو نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا ہے، جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا، پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہم نشین کہے گا، کہ اے ہمارے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ہی بڑی گمراہی میں پڑا ہوا تھا۔ فرمائے گا تم میرے پاس مت جھگڑو، اور میں تو پہلے تمہاری طرف اپنے عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا۔ میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی۔ اور نہ ہی میں بندوں کے لئے ظالم ہوں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

(وَنُفِخَ) چھوٹی قیامت تو موت کے وقت ہی آ چکی تھی۔ اس کے بعد بڑی قیامت حاضر ہے۔ بس صور پھونکا گیا اور وہ ہولناک دن آ موجود ہوا، جس سے انبیاء و رسل برابر ڈراتے چلے آتے تھے۔

(وجاءت...شہید) یعنی محشر میں اس طرح حاضر کئے جائیں گے کہ ایک فرشتہ پیشی کے میدان کی طرف دھکیلتا ہو گا۔ اور دوسرا اعمالنامہ لئے ہو گا جس میں اس کی زندگی کے سب احوال درج ہوں گے۔ شاید یہ وہی دو فرشتے ہوں گے جو "کراماً کاتبین" کہلاتے ہیں اور جن کی نسبت فرمایا تھا اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ الخ اور ممکن ہے کوئی اور ہوں۔ واللہ اعلم۔

(لقد.... حدید) یعنی اس سے کہا جائیگا کہ دنیا کے مزوں میں پڑ کر آج کے دن سے

بے خبر

تھا، اور تیری آنکھوں کے سامنے شہوات و خواہشات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پیغمبر جو سمجھاتے تھے تجھے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ آج ہم نے تیری آنکھ سے وہ پردے ہٹا دیئے، اور نگاہ خوب تیز کر دی۔ اب دیکھ لے جو باتیں کہی گئی تھیں۔ صحیح ہیں یا غلط۔

(وقال.... عتید) یعنی فرشتہ اعمالنامہ حاضر کرے گا۔ اور بعض نے "قرین" سے مراد شیطان لیا ہے۔ یعنی شیطان کہے گا کہ یہ مجرم حاضر ہے جس کو میں نے اغواء کیا اور دوزخ کے لئے تیار کر کے لایا ہوں۔ مطلب یہ کہ اغواء تو میں نے کیا، مگر میرا زور اور تسلط نہ تھا کہ زبردستی اس کو شرارت میں ڈال دیتا۔ یہ اپنے ارادے اور اختیار سے گمراہ ہوا۔

(اَلْقِیَا.... مُرِیْبٍ) بارگاہ ایزدی سے یہ حکم دو فرشتوں کو ہو گا کہ ایسے لوگوں کو جہنم میں جھونک دو۔ (اعاذنا اللہ منہا)

(الَّذِیْ.... الشَّدِیْد) یعنی ایسے لوگ جہنم میں سخت ترین عذاب کے مستحق ہیں

(قال..... بعید) یعنی میری کچھ زبردستی اس پر نہ چلتی تھی۔ ذرا شہ دی تھی کہ کمبخت خود گمراہ ہو کر نجات و فلاح کے راستہ سے دور جا

پڑا۔ شیطان یہ کہہ کر اپنا جرم ہلکا کرنا چاہتا ہے۔

(قَالَ .... بِالْوَعِيْدِ) یعنی بک بک مت کرو۔ دنیا میں سب کو نیک و بد سے آگاہ کر دیا تھا۔ اب ہر ایک کو اس کے جرم کے موافق سزا ملے گی۔ جو گمراہ ہوا اور جس نے اغواء کیا سب اپنی حرکتوں کا خمیازہ بھگتیں گے۔

(مَا يُبَدَّلُ ... لِلْعَبِيْدِ) یعنی ہمارے ہاں ظلم نہیں۔ جو کچھ فیصلہ ہوگا عین حکمت اور انصاف سے ہوگا" اور بات نہیں بدلتی یعنی کافر بخشا نہیں جاتا۔ بھلا شیطان الکفر کی بخشش تو کہاں ؟"

قیامت کے دن کا ایک سوال

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نیک و بد سے آگاہ کرنے کے لئے حضرات انبیاء علیہم اسلام مبعوث فرمائے یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ اسلام سے شروع فرماکر حضرت سیدنا خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمایا۔ قیامت کے دن کفر و شرک میں زندگی برباد کرنے والوں سے جب رسالت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو سوائے اعتراف کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى أَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝
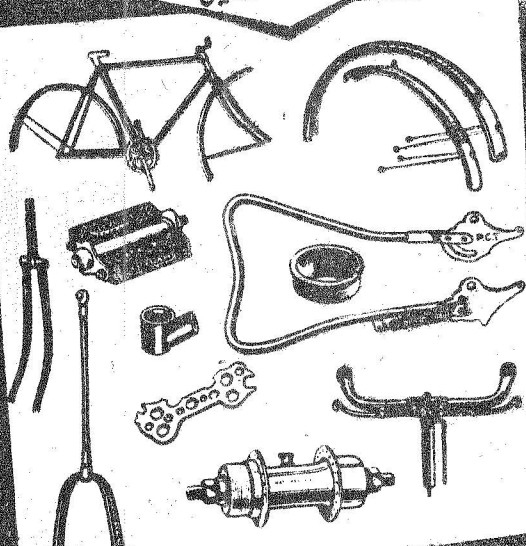
(الانعام آیت ۱۳۰)

ترجمہ۔ اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں میرے احکام سناتے تھے۔ اور اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے؟ کہیں گے ہم اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا ہے۔ اور اپنے اوپر ہی گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

بعثت انبیاء علیہم السلام کا ایک مقصد

ذٰلِكَ أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّأَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغٰفِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

(الانعام آیت ۱۳۱ - ۱۳۲)

ترجمہ۔ یہ اس لئے ہوا کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم کرنے کے باوجود ہلاک نہیں کیا کرتا اس حال میں کہ وہ بے خبر ہوں، اور ہر ایک کے لئے ان کے عمل کے لحاظ سے درجے ہیں اور تیرا رب ان کے کاموں سے بے خبر نہیں۔

یعنی

خدا کی یہ عادت نہیں کہ بدوں آگاہ اور خبردار کئے کسی کو اُس کے ظلم و عصیان پر دنیا و آخرت میں پکڑ کر ہلاک کر دے۔ اس لئے رسول اور نذیر بھیجے کہ وہ خوب کھول کر تمام جن و انس کو اُن کے بھلے بُرے اور آغاز و انجام سے خبردار کر دیں۔ پھر جس درجہ کا کسی کا عمل ہوگا حق تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے گا۔

(حضرت مولنا عثمانی ؒ)

کہ اس پر واجب ہو گئی۔
چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ نے پہلے کے حق میں بھی وہی الفاظ دہرائے اور دوسرے کے حق میں بھی وہی الفاظ ارشاد فرمائے ہم اس کے معنی سمجھنے سے قاصر ہیں"۔ حضور صلی اللہ نے ارشاد فرمایا (بے شک لفظ ایک ہے لیکن معنی دو ہیں) پہلا آدمی جس کے متعلق آپ لوگوں نے نیکی کی شہادت دی۔ اس پر جنت واجب ہو گئی اور جس کے حق میں تم نے برائی کی گواہی دی اس پر دوزخ کی آگ واجب ہو گئی۔

محترم حضرات!
اصل حقیقت تو اسی وقت کھلے گی۔ جب قیامت کے دن وادیٔ حشر کے سامنے پیشی ہوگی اور اعمال نامہ ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ نامۂ اعمال جس کے دائیں ہاتھ میں دے دیا گیا وہ جنت کا مستحق ہو گا اور جس کو بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ وہاں ہر عضو خود بخود نیکیوں اور برائیوں کی شہادت دے گا۔ کوئی برائی اور نیکی پوشیدہ نہیں رہے گی۔ خواہ برائی کرنے والا خاموش ہی کیوں نہ رہے۔
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دن کی سختیوں سے محفوظ و مامون رکھے اور نامۂ اعمال ہمارے دائیں ہاتھ میں دیا جائے۔ آمین۔
برادرانِ عزیز میں خود کو انتہائی گنہگار اور سیاہ کار سمجھتا ہوں لیکن یہ تمام باتیں محض حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی اتباع میں مجھے کہنا پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ دُنیا دارالعمل ہے۔ جو شخص عمل کرے گا۔ آخرت میں اس کا پھل کھائے گا۔ آپ بھی نیک اعمال میں آگے بڑھنے کی کوشش فرمایئے!
یہاں تو حال یہ ہے ؎
جو بڑھ کر تھام لے خود ہاتھ میں مینا اسی کا ہے
اس لئے ہم سب کو نیکیوں میں پیش قدمی کرنی چاہیئے۔ اور ہر حال میں دینداری اور تقویٰ شعاری کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ دین سب چیزوں پر مقدم ہے۔ دین کے سامنے کسی شے کی کوئی حقیقت نہیں۔ آدمی کو خیال یہ کرنا چاہیئے کہ سب کچھ ہاتھ سے چلا جائے مگر اللہ کا دین نہ جائے اگر ساری دنیا بھی مل جائے۔ لیکن دین ہاتھ سے چلا جائے تو یہ انتہائی مہنگا سودا ہے۔ دین کے مقابلہ میں ساری دنیا کی کوئی حیثیت نہیں۔ آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن دین کے سامنے اس کی کوئی قیمت نہیں اسی لئے شاعرِ مشرق نے فرمایا تھا ؎
دین ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا
لیکن اب معاملہ یہ ہے کہ دین کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ سب کو دنیا ہی مقصود و مطلوب اور محبوب ہے حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اللہ جل شانہ کی رضا ہی مسلمان کو مطلوب و مقصود اور محبوب ہو۔ شادی بیاہ کا معاملہ ہو یا دوسرے معاملات ہمیں ہر حالت میں قوانینِ شریعت کی پابندی کرنی چاہیئے۔ مگر اب ہوتا یہ ہے کہ شادی اور غمی تمام صورتوں میں ہندوانہ اور کافرانہ رسمیں راہ پا گئی ہیں۔ لوگ رسوم و رواج میں کھو کر رہ گئے ہیں۔ گانا، سہرا، ڈھولک وغیرہ خرافات شادی کے موقع پر اور اسقاط، تیجا، ساتا، چالیسواں وغیرہ مرگ کے موقع پر دھوم دھام سے ادا کی جاتی ہیں اور کوئی اللہ کا بندہ ان سے نہیں پوچھتا کہ آخر یہ کون سا دین ہے۔ کیا ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رسمیں ادا کی تھیں؟ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے ان رسومات پر عمل کیا؟ تابعین میں سے کسی نے ان کو رواج دیا؟ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کوئی قول اس سلسلے میں پیش کیا جا سکتا ہے! اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر آپ نے یہ کھیل کیوں رچا رکھا ہے؟
کیا آپ کو اپنے آقا و مولا ساری کائنات کے ہادی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل پسند نہیں! کیا اس میں کوئی خامی آپ کو نظر آتی ہے جو آپ نے ان کی سنت کو ترک کر دیا ہے؟
اللہ تعالےٰ ہم کو ہدایت نصیب فرمائے اور دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ اپنے آقا و مولا نبیٔ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے رفقاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

محترم حضرات!
یہ نہ بھولئے کہ یہ تمام باتیں اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے اور مدت مدید تک ان کی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کرنے سے اعمال میں راسخ ہوتی ہیں
آج ہی مجھے سردار محمود خاں صاحب لغاری کی دعوت پر ان کی بھتیجی کی شادی پر حاضری کا اتفاق ہوا۔ میں نے صرف یہ ایک گھرانا جدید طرز کے لوگوں میں دیکھا ہے جن کے ہاں شریعت کا احترام کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ پردہ کا اہتمام ہے اور یہ سب اللہ والوں سے تعلق کا نتیجہ ہے ورنہ ان کے ملنے جلنے والے بڑے لوگوں کا طرزِ عمل ان سے قطعی مختلف ہے بے حجابی اور عریانی اُن کے نزدیک کوئی عیب نہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہیں اللہ والوں سے تعلق نہیں۔ دین انہوں نے کسی سے پڑھا نہیں۔ بس کالج اور دفتر کے چکر میں رہے

اور زندگی اسی چکر میں ختم ہو گئی ست
انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

صرف لغاری گھرانے کو میں نے دیکھا ہے کہ اس میں دینی قدروں کا بحمد اللہ تعالیٰ احترام ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں اس پر استقامت عطا فرماتے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

میں اکثر گھرانوں میں نکاح پڑھانے کے لئے گیا ہوں۔ بعض جگہ تو صرف حق مہر پر ہی گھنٹوں بحث ہوتی رہتی ہے۔ بیٹی والے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہزاروں اور لاکھوں روپے کے حق مہر لکھوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض کو تو دیکھا ہے کہ وہ اپنی اور لڑکے والے دونوں کی حیثیت سے زیادہ حق مہر لکھوانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ قطعاً ناجائز ہے لیکن یہاں آج میں نے دیکھا کہ صرف ۱۰۱ روپے حق مہر پر نکاح پڑھوایا گیا جس پر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ اور دل سے ان کے حق میں دعائیں نکلیں۔ اور یہ صرف اللہ والوں سے تعلق کی بدولت ہے۔ لغاری صاحب سیدی و مولائی استاذی المکرم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ و سلامت رکھے، بیش از پیش اپنی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتے اور فلاح دارین سے سرفراز کرے۔ (آمین) آج وہاں سردار امیر عالم خاں صاحب لغاری سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ جمعیت العلمائے اسلام کے اہم رکن ہیں، اور وضع قطع کے اعتبار سے بحمد اللہ تعالیٰ مردِ مومن نظر آتے ہیں۔ ان کے والد محترم بھی ہمراہ تھے۔ میں انہیں دیکھ کر دل میں محسوس کر رہا تھا کہ سردار امیر عالم خاں صاحب کا یہ حلیہ اور دین سے ان کا شغف بہر حال علماء اور اللہ والوں سے تعلق کی بنا پر ہے ورنہ بڑے گھروں کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے نفوس کو قائم و دائم رکھے تاکہ ان کی بدولت دینِ حق کا پیغام ان گھرانوں تک بھی پہنچتا رہے جہاں عام علماء کی آواز نہیں پہنچ سکتی۔

یہاں یہ بات عرض کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میں نے جو بڑے گھروں کا لفظ استعمال کیا تو یہ محض اصطلاح کے طور پر ہے۔ ورنہ حقیقت میں تو بڑائی صرف اللہ ہی کو حاصل ہے اور پھر وہ بڑے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ تقویٰ و پرہیزگاری کے اعتبار سے بڑا بنائے۔ کسی اور کی بڑائی ہماری نگاہ میں جچتی ہی نہیں۔ اللہ رب العزت کا واضح ارشاد ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک فقط وہی بزرگ و برتر ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار اور پرہیزگار ہے۔ اور یہی ایک مومن کا ایمان ہونا چاہیئے۔ میں صاف طور پر کہا کرتا ہوں کہ جس دل میں اللہ کی بڑائی آجاتے کسی اور کی بڑائی اس کے دل میں سما ہی نہیں سکتی، باقی معاملہ ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک سے کرنا چاہیئے۔ تالیف قلب ہر شخص کی کرنی چاہیے اور تمام بنی نوع انسان سے اخلاق و محبت سے پیش آنا چاہیے اس لئے کہ اخلاق عین دین ہے۔ جس طرح دنیا میں عدلِ جہانگیری مشہور ہے، حاتم طائی کی سخاوت مشہور ہے اسی طرح خلقِ محمدی مشہور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کے تذکرے اپنوں اور بیگانوں سب کی زبان پر ہیں چنانچہ مسلمان جو انؐ کے نام لیوا ہیں اور انؐ کا کلمہ پڑھنے والے ہیں، انہیں بھی اخلاق اور حسنِ مروت میں دوسروں پر فوقیت حاصل ہونی چاہیئے اخلاق کا پیکر ہونا چاہیے۔ محبت و شفقت کا مجسمہ ہونا چاہیئے۔ تقویٰ شعار اور پرہیزگار ہونا چاہیئے۔ اسلام میں رنگ و نسل کی بنیاد پر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ یہاں وہی عند اللہ محبوب و مقبول ہے، جو پرہیزگار ہے۔ اللہ کی یاد سب سے زیادہ کرنے والا ہے۔ احکام شریعت کی دل سے قدر کرنے والا اور ان پر عمل کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر جی جان سے فدا ہونے والا ہے۔ آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہے۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سیدؔ قریشی یا ہاشمی نہیں تھے آپ کے والد نے اسلام اللہ کے ایک نیک بندے کے ہاتھ پر قبول کیا تھا اور پھر اللہ کی راہ میں لگ گئے حتیٰ کہ سلسلۂ چشتیہ میں ایک بزرگ سے مجاز ہو گئے اس طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک نو مسلم گھرانے کے چشم و چراغ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مقام یہ عطا فرمایا کہ جب آپ حرمین شریفین تشریف لے جایا کرتے تو حرم کے شیوخ اور بڑے بڑے علماء بھی آپ سے استفادہ کرتے اور اللہ کا نام سیکھتے۔ ذکر اللہ کا طریق سمجھتے اور آپ کی صحبت اور تربیت میں رہ کر منازل سلوک طے کرنے میں سعادت خیال کرتے۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسب و نسب میں کسی پر فضیلت نہیں رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے دین حق کی تابعداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی بدولت اس قدر سر بلند فرمایا کہ بڑے بڑے صحابہؓ بھی آپ کو سید اور آقا کے القاب سے یاد کرنے میں خوشی اور عزت محسوس کرتے تھے یہ سب فیضان تھا کملی والے آقا کی تابعداری کا۔ اللہ کے دین کی خاطر جی جان لٹانے کا۔ وہ اپنے آپ کو مٹا چکے تھے لیکن اللہ جل شانہ نے اُن کو چمکا دیا اور ایسا چمکایا کہ قیامت تک اُن کا نام زندہ رہے گا۔ مؤذن جب تک اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کی صدائیں لگاتے رہیں گے، اذان کی آوازیں جب تک فضا میں گونجتی رہیں گی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہوتی رہے گی۔ بہر حال کہنا یہ مقصود تھا کہ اسلام میں کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر رنگ و نسل کی بنیاد پر کوئی فضیلت حاصل نہیں صرف تقویٰ و طہارت کی بنیاد پر ایک شخص دوسرے پر فضیلت رکھتا ہے۔

دین سے بے خبری

لیکن چونکہ ہم دین سے بے خبر ہیں، تعلیمات دینیہ سے بے بہرہ ہیں

اس لیئے جہالت میں گرفتار ہو کر غیر اسلامی حرکات و تصورات کو اپنا لیتے ہیں۔ ابھی چند دن کا واقعہ ہے کہ ایک بہن مع اپنے والدین کے کراچی سے تشریف لائی۔ وہ بی اے تک تعلیم یافتہ تھی اور اکثر خدام الدین پڑھا کرتی تھی۔ اس کے والدین کے پیر صاحب اُن کے گھر تشریف لائے تو والدین نے اُس کو سجدہ کیا اور بیٹی سے کہا کہ وہ بھی پیر صاحب کو سجدہ کرے لیکن بچی چونکہ خدام الدین پڑھ پڑھ کر بحمد اللہ تعالیٰ اس مسئلہ سے باخبر تھی کہ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں کیا جا سکتا اُس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا ماں باپ نے بہتیرا کہا لیکن وہ نہ مانی۔ پیر صاحب نے بھی کہا کہ بیٹی سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت یوسف علیہ اسلام کو بھی تو سجدہ کیا گیا تھا۔ اگر تم مجھے سجدہ کر لو گی تو کون سا آسمان گر پڑے گا۔ معاذ اللہ۔ اندازہ فرمایئے! پیر صاحب خود سجدہ کی ترغیب دے رہے ہیں اور وہ بھی اپنے آپ کو کس قدر خود فریبی اور جہالت کی بات ہے۔ اللہ والوں کا نفس تو مرا ہوا ہوتا ہے۔ وہ خود کو ہر شے سے حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو اللہ کی رضا میں فنا کر دیتے ہیں۔ بھلا اُن کو کہاں زیب دیتا ہے کہ وہ کہیں کہ مجھے سجدہ کرو یہ کفریہ کلمات فقط وہی کہہ سکتا ہے جو کتاب و سنت کی تعلیمات سے قطعی ناآشنا ہو۔ تصوف کی اُسے ہوا بھی نہ لگی ہو اور اُس نے کسی اللہ والے کی شکل بھی نہ دیکھی ہو۔ ورنہ اللہ والے تو ہستی کو مسل کر رکھ دیتے ہیں اور کتاب و سنت کی تعلیم کا حاصل یہی ہے کہ "سب سے توڑ، رب سے جوڑ"

خیر وہ بچی اپنے والدین کو صرف اس لیئے یہاں لائی تھی کہ وہ اُن کو تصدیق کرائے کہ سجدہ سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اُس اللہ کی نیک بندی کے والدین کو سمجھایا کہ اگر فرشتوں کو آدم علیہ اسلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا یا یوسف علیہ اسلام کے سامنے کسی کو سجدہ ریز کرایا گیا تھا تو کیا اب وہ دین باقی ہیں؟ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تمام شریعتوں اور ادیان کو ختم کر دیا ہے۔ اب خدا سے ملنے کا اور اُس کو راضی کرنے کا فقط ایک ذریعہ ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری ہے۔ ہمیں ہر معاملہ میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنا اور اُن سے رہنمائی حاصل کرنا ہے۔ اُن کا واضح فرمان موجود ہے کہ "خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا" "خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہیں اگر سجدہ کسی کو روا ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے" حتیٰ کہ خود کو بھی سجدہ نہ ہونے دیا اگر سجدہ غیر اللہ کو روا ہوتا تو آپ کو کیوں سجدہ نہ کیا جاتا۔ صحابۂ کرام رضوان علیہم اجمعین آپ کے سامنے کیوں نہ پیشانیاں جھکاتے مگر چونکہ سجدہ کسی کے آگے سوائے اللہ کے جائز نہ تھا اس لیئے حضورؐ نے دوسروں کے آگے سجدہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب فرمائے۔ دین کی سمجھ عطا کرے۔ کفر و شرک سے نجات دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

میں نے اُس بچی کے والدین سے (اللہ تعالیٰ اس بچی کو زندہ و سلامت رکھے اور دین کی محبت و الفت بیش از بیش عطا فرمائے) سوال کیا آخر یہ بتاؤ کہ اگر آدم علیہ اسلام یا یوسف علیہ اسلام کی شریعت پر اس دور میں بھی عمل ضروری ہے تو وہاں بہن سے نکاح جائز تھا۔ کیا اب بھی آپ گوارا کریں گے کہ کوئی شخص اپنی بہن سے شادی کر لے۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر دوسرے احکام شریعت میں بھی ہمیں اُن کی تابعداری کا حکم نہیں۔ ہم قدر و منزلت تمام انبیا علیہم السلام کی کرتے ہیں، سب کو آنکھوں کا تارا اور سر کا تاج سمجھتے ہیں لیکن تابعداری اور اطاعت صرف اپنے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں، اور یہی منشاءِ ایزدی اور کتاب و سنت کا واضح حکم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شریعت محمدیہ کو تمام ادیان پر غالب کرنے کے لیئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ مغلوب دیکھنے کے لیئے۔ اُن کے آنے سے گزشتہ تمام کتابیں اور قوانین و شرائع منسوخ ہو گئے اب صرف شریعتِ محمدیہ کو قیامت تک کے لیئے باقی رہنا اور دوسری امتوں کی امامت کرنا ہے۔ یہ امت امام بننے کے لیئے پیدا ہوئی ہے مقتدی بننے کے لیئے معرضِ وجود میں نہیں آئی حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ایک جلیل القدر نبی ہیں وہ بھی حضرت امام مہدی کی اقتداء کریں گے اور کہیں گے کہ میں اس امت کا امام بننے کے لیئے نہیں آیا بلکہ مقتدی بننے کے لیئے آیا ہوں۔ امامت اسی امت کو زیب دیتی ہے۔

علامہ مرحوم نے اسی نکتۂ نگاہ کے پیش نظر کہا تھا ؎

سبق پڑھ پھر شجاعت کا، سخاوت کا، عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا مصداق بننے کی توفیق دے۔ اس شرف کو قائم رکھنے کی سعادت سے نوازے اور دین کو سب چیزوں پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں (ادارہ)

سالاری پانی پتی جامعی
ع ، ن

جامعہ حبیبیہ
ایک ابھرتی ہوئی درسگاہ

یہ جامعہ شہروں کی گندی فضاؤں سے ہٹ کر پُر سکون ماحول ، نکھری فضا اور دلکش جگہ میں قائم کیا گیا ہے۔ اس جامعہ کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱- یہاں شہروں کے لہو و لعب ، کھیل تماشے ، ریچھ بندر کے ناچ ، سینما اور زمانہ کی خرافات نہیں بلکہ اللہ کی رضا ہے۔

۲- دینی ، دنیوی تعلیم کا انتظام ہے۔ تاکہ ماڈرن فیشن کے لیڈیز اینڈ جنٹس بھی اس مرکز حیات سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ یہاں اسوۂ حسنہ کی روشنی میں بچوں کے کردار ڈھالے جاتے ہیں۔

۳- یہاں ایک ورکشاپ قائم کی جا رہی ہے جہاں سائنس کو دین اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے انتظام کئے جائیں گے۔ وہ دن دور نہیں کہ ماڈرن انسان بھی اس کی افادیت کا اقرار کر کے چاند اور ستاروں کی دنیا سے اوپر جاکر کہنے لگے گا۔

"ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں"

یہاں بچوں کے ذہنوں میں یہ ڈالا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تاجِ خلافت صرف اس لئے پہنایا ہے کہ وہ اُس کی نیابت کے فرائض کما حقہ ادا کر سکے۔ اور رنگ و بو کی دنیا سے بچتا ہوا رضائے الٰہی حاصل کر سکے۔ آج کا انسان درندہ ہے۔ آئے روز کی جنگوں کی گرجیں اس کی درندگی کا بین ثبوت دے رہی ہیں۔ آج کا انسان چرندہ ہے۔ وہ چرنے پر بُری طرح لگا ہوا ہے۔ حلال اور حرام میں بالکل تمیز نہیں۔ جو کچھ سامنے آتا ہے ، چر لیتا ہے ، آج کا انسان پرندہ ہے۔ وہ راکٹوں کے ذریعہ چاند پر کمندیں ڈالنے پر تلا ہوا ہے۔ مگر اس پر کمندیں نہیں ڈالتا جس کے قبضہ میں یہ تمام کارگہ حیات ہے۔ آج بڑی بڑی بستیوں کی جو حالت ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ حیا کا دامن تار تار ہے اور اخلاق سر بگریبان ہے۔ بے حیائی عروج پر ہے اور شرم و حیا کی لٹیا ڈوب چکی ہے۔ بقول حفیظ جالندھری۔

یہاں تہذیب تو پھرتی ہے بازاروں میں آوارہ

یہ جامعہ اس گئے گذرے دور میں ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اگرچہ ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور علی کرم اللہ وجہٗ پیدا نہیں ہو سکتے۔ مگر کم از کم صالح مسلمان تو بن سکتے ہیں۔

یہ جامعہ اس عزم کے ساتھ صفحۂ پاک پر ابھر رہا ہے۔ اساتذہ جامعی بچوں کو مرد مومن بنانے کے لئے شب و روز کوشش کر رہے ہیں۔ الحمد للہ کہ یہاں شہر کی رنگیاں نہیں۔ سینما ، ٹاکیز اور حیا سوزی نہیں۔ اس کے برعکس قدرتی مناظر ہیں۔ دلکش نظارے ، فطرت کے پُر سکون ساز اور سوز ہیں۔ پرندوں کے خوش نوا چہچہے ہیں ، ٹیوب ویل سے نکلتے ہوئے پانی سے لاالٰہ الا اللہ کی ضربیں اور بوئے محمدؐ کی لپٹیں ہیں ، اجلے اور پاک پانی کی لہریں ہیں ، کھیتوں کی سرسبزی اور شادابی ہے ، درختوں کی سرسراہٹیں اور ان کی صدائیں ہیں۔

ایمان کا فانوس لے اس میں جلا شمع عمل

جامعہ کی حسین و جمیل عمارتیں ہیں جو ہر راہرو کو اشارے کر رہی ہیں

اگر فردوس بروئے زمیں است
ہمیں است ہمیں است ہمیں است

صد مبارک ہیں وہ مائیں جو اپنے جگر پاروں کو سی پاروں اور اسوۂ حسنہ کی تکمیل کے لئے جامعہ بھیجتی ہیں۔ یہاں قال اللہ ۔ قال الرسول کے ساتھ ساتھ انگریزی اردو ، فارسی ، عربی ، تاریخ جغرافیہ حساب اور سائنس کا بھی اونچا اور معیاری انتظام ہے ، اور شاید یہی وجہ ہے کہ جامعہ مرجع اخلائق بنا ہوا ہے۔ بچے کشاں کشاں جامعہ میں آ رہے ہیں۔ بچوں کا داخلہ بڑھتا جا رہا ہے۔

قابل قدر ہیں وہ باپ جو راستہ کی گرد و غبار کا مقابلہ کرتے ہوئے جامعہ میں تشریف لاتے ہیں اور پھر اس کی پُر سکون اور پُر فضا اثرات ساتھ لے جاکر جامعہ کی ترجمانی کرتے ہیں۔

اساتذہ نہایت خلوص اور دیانتداری سے اپنے تعلیمی مشاغل میں لگے ہوئے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ جب یہ جامعہ پاکستان کا جامعہ ملیہ بن جائے گا۔

ایں دعا از من و از جہاں آمین باد

بقیہ:- بچے کا فکر آخرت

زائل ہو گئی (کسی بات سے عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ بس اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ کاش گناہوں کا بخشنے والا میری مغفرت کر دے۔ جب کسی غلام سے کوئی لغزش ہوتی ہے تو آقا ہی اس کو معاف کرتا ہے۔ بے شک میں بدترین بندہ ہوں جس نے اپنے مولیٰ کے عہد میں خیانت کی اور نالائق غلام ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی قول قرار معتبر نہیں ہوتا۔

میرے آقا جب تیری آگ میرے بدن کو جلائے گی تو میرا کیا حال بنے گا جبکہ سخت سے سخت پتھر اس آگ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ میں موت کے وقت بھی تنہا رہ جاؤں گا۔ قبر میں بھی اکیلا ہی جاؤں گا۔ قبر سے بھی اکیلا ہی اٹھوں گا (کسی جگہ بھی میرا کوئی معین و مددگار نہ ہوگا۔)

پس اسے وہ پاک ذات جو خود اکیلی ہے۔ وحدہٗ لا شریک لہٗ ہے۔ ایسے شخص پر رحم کر جو بالکل تن تنہا رہ گیا۔ بہلول کہتے ہیں کہ اس کے یہ اشعار سن کر مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں غش کھا کر گر گیا۔ بڑی دیر میں جب مجھے ہوش آیا تو وہ لڑکا جا چکا تھا۔ میں نے ان بچوں سے دریافت کیا کہ یہ بچہ کون تھا وہ کہنے لگے تو اس کو نہیں جانتا یہ حضرت امام حسینؓ کی اولاد میں سے ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے خود ہی حیرت ہو رہی تھی کہ یہ پھل کس درخت کا ہے۔ واقعی یہ پھل اسی درخت کا ہو سکتا ہے۔ حق تعالیٰ ہمیں بھی اس خاندان کی برکتوں سے منتفع فرمائے۔ آمین

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں
اقبالؔ

بچوں کا صفحہ

ایک بچے کا فکرِ آخرت

حاجی کمال الدین محمود لوہٹی - لاہور

حضرت بہلول فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کی ایک سڑک پر جا رہا تھا۔ راستے میں چند لڑکے اخروٹ اور بادام سے کھیل رہے تھے اور ایک لڑکا اُن کے قریب کھڑا رو رہا تھا۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ اس لڑکے کے پاس بادام اور اخروٹ نہیں ہیں ان کی وجہ سے رو رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا بیٹا میں تجھے اخروٹ بادام خرید دونگا تو بھی ان سے کھیلنا۔ اس نے میری طرف نگاہ اٹھا کر کہا ارے بیوقوف کیا ہم کھیل کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ پھر کس کام کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ کہنے لگا کہ علم حاصل کرنے کے واسطے اور خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے۔ میں نے کہا۔ اللہ جل شانہٗ تیری عمر میں برکت کرے تُو نے یہ بات کہاں سے معلوم کی۔ کہنے لگا حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا (مؤمنون ۱۱۵) کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم نے تم کو یوں ہی بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

میں نے کہا۔ بیٹا تُو تو بڑا حکیم معلوم ہوتا ہے۔ مجھے کچھ نصیحت کر۔ اُس نے چار شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا ہر وقت چل چلاؤ میں ہے (آج یہ گیا کل وہ گیا) ہر وقت چلنے کے لئے دامن اٹھائے قدم اور پنڈلی پر (دوڑنے کے لئے تیار رہتی ہے) پس نہ تو دنیا کسی زندہ کیلئے باقی رہتی ہے نہ کوئی زندہ دنیا کے لئے باقی رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ موت اور حوادث دو گھوڑے ہیں جو تیزی سے آدمی کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ پس او بیوقوف جو دنیا کے ساتھ دھوکہ میں پڑا ہوا ہے۔ ذرا غور کر اور دنیا سے اپنے لئے (آخرت میں کام آنے والی) اعتماد کی چیز لے لے۔

یہ شعر پڑھ کر اس لڑکے نے آسمان کی طرف مُنہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور آنسوؤں کی لڑی اس کے رخساروں پر جاری تھی اور دو شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اے وہ پاک ذات کہ اسی کی طرف عاجزی کی جاتی ہے اور اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اے وہ پاک ذات کہ جب اس سے کوئی شخص اُمید باندھ لے تو وہ نامراد نہیں ہو سکتا۔ اس کی امید ضرور پوری ہوتی ہے۔ یہ شعر پڑھ کر وہ بے ہوش ہو گیا اور گر پڑا۔ میں نے جلدی سے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور اپنی آستین سے اُس کے مُنہ پر جو مٹی وغیرہ لگ گئی تھی پونچھنے لگا۔ جب اس کو ہوش آیا تو میں نے کہا بیٹا ابھی سے تمہیں اتنا خوف کیوں ہو گیا، ابھی تو تم بچے ہو۔ ابھی تمہارے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ بھی نہ لکھا جائے گا۔ کہنے لگا۔ بہلول ہٹ جاؤ۔ میں نے اپنی والدہ کو ہمیشہ دیکھا کہ جب وہ آگ جلانا شروع کرتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ہی چولہے میں رکھتی ہیں۔ اس کے بعد بڑی لکڑیاں رکھتی ہیں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں جہنم کی آگ میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ میں نہ رکھ دیا جاؤں۔ میں نے کہا۔ صاحبزادے تم تو بڑے حکیم معلوم ہوتے ہو مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کرو۔ اس نے اُس پر چودہ شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

میں غفلت میں پڑا رہا اور موت کو ہانکنے والا میرے پیچھے پیچھے موت کو ہانکے چلا آ رہا ہے۔ اگر میں آج نہ گیا تو کل ضرور چلا جاؤں گا۔ میں نے اپنے بدن کو اچھے اچھے اور نرم نرم لباس سے آراستہ کیا حالانکہ میرے بدن کے لئے (قبر میں جا کر) گلنے اور سڑنے کے سوا چارہ کار نہیں۔ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب کہ میں قبر میں بوسیدہ پڑا ہوا ہوں گا۔ میرے اوپر مٹی کا ڈھیر ہو گا اور نیچے قبر کا گڑھا ہو گا اور میرا یہ حسن و جمال سارے کا سارا جاتا رہیگا اور بالکل مِٹ جائے گا حتیٰ کہ میری ہڈیوں پر نہ گوشت رہے گا نہ کھال رہے گی میں دیکھ رہا ہوں کہ عمر تو ختم ہوتی جا رہی ہے اور آرزوئیں ہیں کہ پوری نہیں ہو چکتیں اور بڑا طویل سفر سامنے ہے اور توشہ ذرا سا بھی ساتھ نہیں اور میں نے کھلم کھلا گناہوں کے ساتھ اپنے نگہبان اور محافظ کا مقابلہ کیا اور بڑی بڑی حرکتیں کی ہیں جو اب واپس بھی نہیں ہو سکتیں (یعنی جو گناہ کر چکا ہوں وہ بے کیا نہیں ہو سکتا) اور میں نے لوگوں سے چھپانے کے لئے پردے ڈالے کہ میرا عیب کسی پر ظاہر نہ ہو لیکن میرے جتنے مخفی گناہ ہیں وہ کل کو اس مالک کے سامنے ظاہر ہونگے (اس کی پیشی میں پیش ہوں گے) اس میں شک نہیں کہ مجھے اس کا خوف ضرور تھا لیکن میں اس کے غایت حلم پر بھروسہ کرتا رہا (جس کی وجہ سے جرأت ہوتی رہی) اور اس پر اعتماد کرتا رہا کہ وہ بڑا غفور ہے اس کے سوا کون معافی دے سکتا ہے۔ بے شک تمام تعریفیں اسی پاک ذات کے لئے ہیں۔ اگر موت کے اور مرنے کے بعد گلنے اور سڑنے کے سوا کوئی دوسری آفت نہ بھی ہو اور میرے رب کی طرف سے جنت کا وعدہ اور دوزخ کی دھمکی نہ بھی ہوتی تب بھی مرنے اور سڑنے ہی میں اس بات پر کافی تنبیہ موجود تھی کہ لہو و لعب سے احتراز کیا جاتا لیکن کیا کریں کہ ہماری عقل

باقی صفحہ ۱۶ پر

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور یجن بذریعہ چٹھی نمبری G/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱۰۲۷۳۰ مورخہ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔